ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

الحکم

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت چوہیر

عالمین پیشگی لیجائیگی

عوام سے
خواص سے
ہندوستان سے
باہر سے
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے

چوگوم باتو گرائی چہار در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

جلد ۱۶ | قادیان دارالامان ۲۱ و ۲۸ اپریل سنہ ۱۹۱۲ء | نمبر ۱۵ و ۱۶

ایک دینی سفر

نمبر (۲)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز دیر تک نصائح فرماتے رہے اور فرمایا کہ ہر قسم کے لوگوں سے ملنا چاہیئے اس سے بہت کچھ تجربہ اور فوائد حاصل ہوتے ہیں مومن کو ایک نیت کر لینی چاہیئے جو نیک ہو۔ میرا اپنا تو یہ حال ہے کہ سہ

من بہر جمعیتے نالاں شدم ٭ جفت خوشحالاں و بدحالاں شدم

میں چاہتا تھا کہ میاں صاحب کو ساری مثنوی پڑھا دوں مگر جس قدر پڑھ لی ہے وہ کافی ہے باقی اللہ تعالیٰ خود ہی آپ کو پڑھا دیگا۔

فرمایا کہ پنور جاؤ تو مدرسہ الٰہیات والوں کو یوگ ابھیاس کے متعلق ضرور سمجھانا اور جرأت سے یہ بات کہدو کہ یوگ وِدّیا کا نتیجہ شاکت مت نکلا ہے اسکو تم کیوں کوئی مفید چیز سمجھتے ہو۔ اس قسم کی نصائح کے بعد بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح نے اس وفد کو اجازت دی اور ۲۳ ؍ اپریل ۱۹۱۲ء کو علی الصباح یہ جماعت روانہ ہوئی۔

امرتسر پہنچکر یہ تجویز ہوئی کہ چونکہ گروکل راستہ میں پڑتا ہے بہتر ہے کہ گروکل کو بھی دیکھ لیا جاوے۔ یہ تجویز پاس ہونے کے بعد ہردوار پسنجر سے ہم سب ہردوار کو روانہ ہوئے

افسران ریلوے کے توجہ طلب

اسی موقعہ پر اس امر کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ ذمہ دار ملازمان ریلوے کی بے پروائی اور عدم توجہی سے مسافروں کو سخت تکلیف ہوتی ہے ہم نے امرتسر سے ہردوار تک انٹر میڈیٹ کلاس کے ٹکٹ لئے مگر انٹرمیڈیٹ کلاس کی گاڑی میں مطلق گنجائش نہ تھی مجبوراً تھرڈ کلاس میں سفر کرنا پڑا۔ گارڈ کو اطلاع دی گئی تاکہ واپسی کرایہ کا دعویٰ کیا جاوے۔ متواتر کئی سٹیشنوں تک اسے تصدیق کرنے کے لئے عرض کیا گیا تب جاکر اس نے ٹکٹوں پر نشان کر دیا۔ بالآخر ہردوار کے سٹیشن پر آکر اطلاع کی گئی۔ امید ہے ذمہ دار افیسر اسپر توجہ کرینگے۔ کہ مسافروں کو ایسے موقعہ پر کوئی دقت پیش نہ آوے۔

ہردوار

ہردوار ہندوؤں کا ایک نہایت مقدس شہر ہے ان کے اعتقاد کے موافق یہ بیت اللہ ہے اور ہر یدوار کے معنوں کا یہی مفہوم ہے۔ یہ گنگا کے کنارے ایک خوبصورت شہر ہے جو زیادہ تر مندروں ہی کا بنا ہوا ہے۔ اس وقت مجھے ہردوار کی تاریخ لکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ بتانا ہے کہ گروکل کو جانیوالے مسافروں کو اسی سٹیشن پر اترنا پڑتا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی منیجر و پروپرائٹر و پبلشر کے چھپکر شائع ہوا

گروکل کا جلسہ اور انتظام

آجکل گوروکل کے جلسہ کے لئے لوگ دور دور سے بکثرت آرہے تھے اور یہی وجہ تھی کہ جس گاڑی میں ہم ہردوار جا رہے تھے اس کے کسی درجہ میں جگہ باقی نہ تھی ہردوار کے سٹیشن پر گاڑی بالکل خالی ہوگئی اور اس وقت ایک عجیب نظارہ تھا سینکڑوں سادھو سنیاسی اور ہزاروں مرد و عورت پلیٹ فارم پر موجود تھے اور کچھ اس افراتفری سے جمع تھے گویا میدان محشر ہے۔ سٹیشن سے باہر گروکل کی طرف سے ایک مختصر سا کیمپ لگایا گیا تھا جس کا انتظام **لالہ نتھومل** صاحب ساکن بھیرہ کے سپرد تھا۔ لالہ نتھومل صاحب اپنے عملہ سمیت جس فراخ حوصلگی اور مستعد طبیعت کے ساتھ کام کر رہے تھے وہ ضرور موثر تھا ہمنے کیمپ میں جاکر دریافت کیا کہ ہم گروکل جانا چاہتے ہیں اُنھوں نے ذیل کی بات چیت کی

لالہ نتھومل صاحب۔ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟

ایڈیٹر الحکم۔ ہم لوگ قادیان سے آئے ہیں اور ہمارا مقصد ہے کہ گروکل کی تعلیمی حالت کا معائنہ کریں گو اس وقت ہم اسلامی مدارس دیکھنے جا رہے ہیں مگر راستہ میں گروکل کا دیکھنا بھی ضروری خیال کیا ہے۔

لالہ نتھومل صاحب بڑی خوشی کی بات ہے آپ ضرور گروکل جاویں اور قادیان کے ساتھ تو ہمیں بھی ایک طرح پریم ہے کیونکہ مولوی نور الدین صاحب ہمارے بھیرہ ہی کے ہیں جن کی ذات پر ہم کو فخر ہے بھیرہ نے ایک ایسا پتر (فرزند) پیدا کیا

ایڈیٹر الحکم اس میں کیا شک ہے بھیرہ کی خوش نصیبی اگر کہ ایسا وجود وہاں سے آیا۔ اب تو ہمیں آپ سے محبت ہوگئی اس لئے کہ آپ ہمارے آقا کے ہم شہر ہیں

لالہ نتھومل (دست بستہ ہوکر) میں تو ہر طرح سے خادم ہوں۔ آپ پہلے کھانا کھالیں۔

ایڈیٹر الحکم۔ کھانا تو ہم سرِدست نہیں کھاسکینگے اس وقت ضرورت ہے اگر آپ گروکل کی رہنمائی کریں کیونکہ آج ہم واپس ہو کر رات کو کلکتہ میل میں سوار ہونا چاہتے ہیں ہم نے اپنا اسباب ریلوے سٹیشن پر چھوڑا ہے مگر ہم مطمئن نہیں۔ میں نے اخبارات میں پڑھا ہے کہ اس لائن پر عموماً نقصان ہو جاتا ہے۔ اگر آپ ہمارا اسباب سٹیشن پر سے اٹھوا کر یہاں منگوالیں تو شاید بہتر ہو۔

لالہ نتھومل بہتر ہے میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں *

یہ کہکر وہ اپنا سارا کام چھوڑ کر میرے ہمراہ ہوئے مگر سٹیشن پر جاکر معلوم ہوا کہ خواہ ہم اسباب اسی وقت لیں یا رات کو بہرحال مقررہ کرایہ ہمیں ادا کرنا ہوگا اس پر لالہ نتھومل صاحب نے کہا کہ آپ بے فکر رہیں ہم اسباب کے ذمہ دار ہیں یہاں ہی اسباب پڑا رہے

غرض وہاں سے فارغ ہوکر ہم کیمپ میں آئے اور لالہ نتھومل صاحب نے مناسب ہدایات کے ساتھ ہمیں ویگہ سواری کے لئے دیئے جنھوں نے کنکھل تک ہم کو پہنچایا وہاں سے پیدل گروکل پہنچے ہردوار کے کیمپ میں جس مستعدی کے ساتھ آریہ قوم کام کر رہی تھی وہ ایک قابل غور سبق تھا تمام والنٹیرز اپنے افسر کا حکم بلا چون و چرا مانتے تھے اور قطعاً اس کی وجہ نہ پوچھتے تھے سینکڑوں سواریوں کا انتظام آسان امر نہیں ہوتا مگر بدون کسی قسم کے شور و غل کے یہ کام ہو رہا تھا۔ اس نظارہ کو دیکھ کر مجھے حضرت **امیر المومنین** خلیفۃ المسیح نور الدین متعنا اللہ بطول حیاتہٖ کی ایک بات یاد آگئی جو ایک موقعہ پر آپ نے فرمائی تھی اور وہ یہ ہے

کہ انسان جس جس قدر اپنے آپ کو قرآن مجید کی حکومت کے نیچے لاتا ہے اسیقدر وہ **لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون** کے نیچے آتا جاتا ہے قرآن مجید کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری انسان کو اس مقام پر پہنچا دیتی ہے جس کا نام جنت ہے اور قطع نظر اور باتوں کے کوئی شخص بھی جو قرآن کریم کی کسی ہدایت پر عمل کرتا ہے وہ اس کا پھل پاتا ہے چراغ کا کام روشنی کا دینا ہے خواہ ایک **مومن** اس کو جلائے یا فاسق فاجر۔ وہ روشنی ضرور دیگا اسیطرح قرآن کریم کی ہدایت ہے *

جیسے ایک شخص کو ایک مرتبہ کہا کہ قرآن مجید میں کوئی ہلاکت کی راہ نہیں۔ وہ ایک ایسی جگہ جاتا تھا جہاں اکثر لوگ زنا میں مبتلا ہوکر امراض خبیثہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو اس کا لازمی نتیجہ ہیں اسکو کہا کہ قرآن مجید کی ایک ہدایت کو یاد رکھو **لاتقربوا الزنیٰ انہ کان فاحشۃ** زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یہ بڑی بے حیائی اور بُری راہ ہے اُس شخص نے اس بات پر عمل کیا اور وہ خدا کے فضل سے محفوظ رہا۔

اس واقعہ کے بیان سے غرض یہ ہے کہ قرآن مجید کی ہدایت سے کوئی شخص بھی فائدہ اُٹھائے گا وہ اس کا ثمرہ اُٹھائیگا **اسلام** نے ایک امیر کی فرمانبرداری اور امام کی اطاعت کی تاکید کی ہے۔ اب جو قوم جو گروہ اس ہدایت پر عمل کریگا اس کے مبارک نتائج اسکو حاصل ہونگے آریہ لوگوں نے اپنے نظام کے لئے اپنے افسروں کی اطاعت کی۔ اس کا نتیجہ بہرحال اطمینان بخش ہونا چاہئے

المختصر ہم وہاں سے روانہ ہوکر **کنکھل** پہنچے۔ اور وہاں سے پیدل گروکل کو روانہ ہوئے گروکل کے راستہ میں دریائے گنگا حائل ہے اور وہ اپنی عجیب اور دلکش شان سے پیچ و خم کھاتی ہوئی بہ رہی ہے۔ وادی گنگا کا نظارہ قدرتاً نہایت دلربا واقع ہوا ہے گنگا کا پانی نہایت مصفا اور ٹھنڈا ہے گنگا کی تہ میں بیشمار پتھر پڑے ہوئے ہیں۔ راستہ میں دائیں جانب سے گنگا کو عبور کرنا پڑتا ہے جسکو عارضی پلوں کے لئے قابل گذر بنایا گیا ہے۔

دامن کوہ میں درختوں کے جنگل اور جھنڈ میں گروکل کا جھنڈا لہراتا ہے۔ ۲ بجے کے بعد ہم گروکل کی سرزمین میں جا پہنچے چونکہ گروکل کا جلسہ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے انھیں ایام ایسٹر میں ہونیوالا تھا اس لئے جنگل میں منگل ہو رہا تھا۔ سینکڑوں کی تعداد میں چھپر بنائے گئے تھے جو جلسہ پر آنیوالوں کے لئے **مہمان خانے** تھے۔ اور یہ کہنا درست ہے کہ گروکل اگر **درویش خانہ** ہے تو وہاں آنے والوں کے لئے **پھولس کی کٹیا** ہی بہترین مکان ہو سکتا تھا جلسہ کا انتظام کرنے کے واسطے بہت سے نوجوان موجود تھے اور دروازے کے بہت ہی قریب **انکوائری آفس** تھا جہاں پہنچکر ہم نے لالہ منشی رام صاحب کا پتہ پوچھا اور کہا کہ وہاں پہنچا دو ایک **نوجوان** فوراً ہمارے ساتھ ہوا

بعد ناظم جلسہ کے کیمپ میں لاکر چھوڑ گیا وہاں سے فوراً ایک والنٹیر اور ساتھ ہوا ہمارا وفد وہاں ٹھہرا۔ ایڈیٹر الحکم حضرت امیر وفد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ارشاد کے ماتحت لالہ منشی رام صاحب کے پاس پہنچا۔ لالہ منشی رام صاحب اس وقت ایک یورپین لوآر سے ملنے کے لیے باہر آئے تھے مگر میری اطلاع پر فوراً وہ مجھ سے ملنے کے لیے تشریف لائے۔ اور حسب ذیل گفتگو معمولی مزاج پرسی کے بعد ہوئی۔ یہ کہنا ایک معمولی امر ہے کہ لالہ منشی رام صاحب نہایت اخلاق اور خندہ پیشانی سے پیش آئے۔

لالہ منشی رام صاحب۔ آپ نے بڑی مہربانی فرمائی جو گروکل کی بھومی میں تشریف لائے۔

ایڈیٹر الحکم میرا تو عرصہ سے آپکے گروکل کو دیکھنے کا ارادہ تھا مگر کبھی فرصت ہی نہیں ہوئی۔ اسوقت اتفاق سے ایک تقریب نکل آئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے ماتحت ایک کمیشن اسلامی مدارس کے معائنہ کے لیے قادیان سے نکلا ہے جس کی غرض یہ ہے کہ اسلامی درسگاہوں کے طریقہ تعلیم اور تربیت انتظام بورڈنگ ہوس۔ نصاب تعلیم اور دوسرے امور پر غور کرے۔ کیونکہ ہمارے ایک اسلامی مدرسہ دینیات کا ہے۔ جہاں سے اللہ تعالیٰ چاہے تو مبلغین اسلام پیدا ہوں ہم چاہتے ہیں کہ اگر کسی جگہ سے کوئی عمدہ بات انتظام عام یا تعلیم کے متعلق ملے اسے لیکر اپنے سکول میں رائج کریں ہمارے اس وفد کا امیر حضرت خلیفۃ المسیح نے صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو مقرر فرمایا ہے اور چند قابل علماء اور اساتذہ بھی شامل وفد ہیں۔

لالہ منشی رام۔ کیا جناب مرزا صاحب کے صاحبزادہ بھی آئے ہیں۔

ایڈیٹر الحکم وہ اس وقت آپکے ناظم جلسہ کے کیمپ میں ہیں۔ ہم آج ہی واپس جانا چاہتے ہیں اور یہ جگہ تو نہایت خوشگوار ہے۔

لالہ منشی رام صاحب تو آپ چند دن یہاں ٹھہریں

ایڈیٹر الحکم۔ یہ میرا کام نہیں کہ میں ٹھہر سکوں خواہ میرا دل چاہتا بھی ہو۔ ہم اپنے امیر کے زیر حکم ہیں آپ ان سے دریافت کریں

لالہ منشی رام صاحب بہتر ہے۔ اُنھوں نے پروفیسر رام دیو صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی کو بلایا۔ اور میرے ساتھ یہ ہدایات دیکر روانہ کیا۔

آپ مرزا صاحب کی خدمت میں چند روز ٹھہرنے کی استدعا کریں اور انھیں گروکل میں پنڈت نند لعل صاحب کے کمرے میں ٹھہرا دیں۔ اور سب سے پہلے کھانا کھلاکر آپ کو آرام کرنے دیں۔ اگر وہ کسی وجہ سے قیام نہ کر سکیں تو پھر مہاشہ دیولال صاحب ساتھ ہوکر گروکل دکھائیں۔ اور جو امر دریافت کیا جاوے وہ آپ کو بتایا جاوے۔

پروفیسر رام دیو صاحب ایک نوجوان ہیں ان کا نام ہندوستان بھر میں ان کی مسلمہ قابلیت اور اعلیٰ درجہ کی قوت تحریر و تقریر کے لئے مشہور ہے ان کو دیکھکر کوئی شخص قیاس نہیں کر سکتا کہ وہ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ہیں۔ یا ان خوبیوں کے انسان ہیں جو ان میں پائی جاتی ہیں۔ نہایت سادہ زندگی ہے نہ لباس میں کوئی نمائش ہے نہ کلام میں تکبر اور خود نمائی۔ میں گروکل کے متعلق ایک رائے آخر میں لکھونگا۔ یہاں صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ پروفیسر رام دیو ایک نہایت خوش اخلاق نوجوان ہے اور قومی محبت کے نشہ میں وہ سرشار ہے۔ اپنی صحت اور عافیت کی بھی انھیں کچھ پروا نہیں مجھے جس وقت ان سے ملنے کا موقعہ ملا ان کا پاؤں زخمی تھا مگر وہ بدون پروا کئے چلتے پھرتے اور دوڑ دھوپ کرتے ہوئے اپنا فرض ادا کرتے تھے میرے ساتھ آکر اُنھوں نے دست بستہ حضرت صاحبزادہ صاحب سے بااصرار چند روز قیام کرنے کی درخواست کی مگر معذرت ظاہر کرنے پر وہ ہم کو اس کمرہ میں لیگئے جہاں ہم کو ٹھہرانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اور سب سے پہلا کام جو موقوف ہو کیا گیا وہ یہ تھا کہ

ہمیں کھانا کھلایا گیا

کھانا کھانے کے وقت وہ خود اور مسٹر چند مرزا صاحب تشریف فرما رہے اور کھانا کھا چکنے کے بعد مہاشہ دیولال صاحب کو ہمارے ہمراہ کر دیا تاکہ ہم گروکل کو دیکھ سکیں۔

(باقی آئندہ)

مضامین اکمل

دعا

یارب دلِ ناداں کو تو فہم و فراست دے
تو عقل و کیاست دے تو علم سیاست دے
پھر کالنشوں پہ تلوہ ہو پھر طور کا جلوہ ہو
پھر من و سلوی ہو پھر رزق برکت دے
پھر پیار کی باتیں ہوں پھر وصل کی راتیں ہوں
پھر اگلی سی صحبت دے پھر پہلی سی الفت دے

یوسف کا اقرار

اربعین میں حضرت اقدس علیہ السلام نے حافظ محمد یوسف پنشنر امرتسر کے بارے میں لکھا تھا کہ "وہ ایک وقت حضرت عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا کشف بیان کرتے تھے آسمان سے ایک نور نازل ہوا مگر میری اولاد اس سے محروم رہگئی۔ مگر اب سُنا ہے اس سے انکار کرتے ہیں"۔ آخر حق حق ہی ہے۔ حق برزبان جاری۔ اب بعض اپنے مناقشات کیوجہ سے آپ اس خبر کی تصدیق فرماتے ہیں۔ دیکھو اہل فقہ بابت یکم اپریل صفحہ ۳ "عبداللہ صاحب مرحوم بھی کہا کرتے تھے کہ میری اولاد سب دنیادار ہے۔ اسوقت تو ہم عبداللہ صاحب کی باتوں کو ایسا ہی جانتے تھے۔ مگر آج ہم خود دیکھتے ہیں"۔ دنیادار ہونا یا دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد لینے والے کو نہ ماننا ایک ہی بات ہے۔

بقایا دار توجہ فرماویں

خریداران الحکم اپنے اپنے ذمہ کا حساب صاف کریں ۱۹۱۲ء کی قیمتیں بیجا پڑینگی

المنیر کی فتنہ انگیزی

المنیر جو آئے دن احمدیوں کے منہ آتا رہتا ہے۔ اب ایک تحریر کے ذریعہ پھر کفر و تکفیر کے مسئلہ کو چھیڑ کر ہمیں اس فتنہ میں ڈالنا چاہتا ہے جس سے ہم خدا کے فضل سے کامیابی کے ساتھ نکل چکے ہیں۔ المنیر یقین رکھے کہ ہم ایسی بے مصرف باتوں میں ہرگز نہیں پڑنا چاہتے ہم دنیا میں کفر پھیلانے کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کو مومن بنانے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں یہ تکفیر اور فتوی بازی آپ کے ملانوں کو مبارک رہے اس مسئلہ پر اب سیر کن بحث ہو چکی ہے جو حوالہ ۲۔ مئی کے ... آپ دیے ہیں اگر اصل پرچہ پڑھو تو اپنے اعتراض کا جواب اسی فقرہ سے آگے پڑھ سکتے ہو۔ ہمارا عقیدہ ہرگز ہرگز کسی لڑکی کے خواب کی بنا پر نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود نے خطبہ الہامیہ میں وہ فقرہ صاف صاف لکھ دیا جو اس لڑکی نے خواب میں سنا من فرق بینی وبین المصطفٰی فما عرفنی ومارای

پھر دوسرے نمبر میں المنیر حضرت اقدس کے الہامات پر تمسخر اڑاتا اور انہیں گول مول بتاتا ہے اور اپنے چند مزخرفات اٹکل کے نیچے پیش کرتا ہے۔ اور بالواسطہ تمام انبیاء علیہم السلام کے الہامات کا مضحکہ اڑاتے ہوئے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرتا ہے۔ کاش اسے معلوم ہو کہ الہامی زبان کا یہی طرز ہے اور پیشگوئیوں میں ایمان کو بالغیب رکھنے کیوجہ ایک نہ ایک پردہ خفا ضرور ہوتا ہے تاکہ مجتہدین ثواب حاصل کریں۔ المنیر کے نزدیک تو مسیح کے الہامات بھونچال آئینگے - مری پڑیگی بھی گول مول ہونگے۔ اور ہم من بعد غلبہم سیغلبون فی بضع سنین پر بھی دل میں اعتراض کھٹکتا ہوگا کہ خداوند عالم الغیب کو ٹھیک ٹھیک وقت معلوم نہ تھا جو بضع سنین کر دیا۔ در حقیقت کئی ایسے نام کے مسلمانوں کے دلوں میں ایسے ایسے اعتراض پوشیدہ ہیں جو براہ راست تو ظاہر نہیں کرتے مگر حضرت مسیح موعود کے مقابل میں ان کے دل کی باتیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ مسیح موعود اسلام کی اشاعت کے لئے آیا تو اب نیز ایمان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ بھی اسلام ہی پیش کرتے تھے جس پر ہم ایمان لاتے ہیں۔ یہ پہلا قدم ہے دوسرا قدم جب اٹھاتے ہیں تو دائرہ ارتداد میں جا پہنچتے ہیں اور وہ یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تو خدا منوانے کے لئے ہی مبعوث ہوئے تھے پس لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کی کیا ضرورت ہے۔ یہ سب کچھ مسئلہ نبوت کی ضرورت نہ سمجھنے کیوجہ سے ہے پھر ان لوگوں کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ جب کسی مسئلہ پر بحث کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ صرف قرآن مجید سے دلیل دینی ہوگی۔ گویا ان کی نظر میں سنت و احادیث رسول اللہ صلعم اور قیاس صحیح و اجماع امت کوئی چیز نہیں۔ حالانکہ ایک مومن کی شان یہ ہے کہ وہ کسی مسئلہ پر غور کرتے ہوئے کتاب و سنت و احادیث سبیل المومنین و قیاس صحیح چاروں چیزوں سے کام لے۔

المنیر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر الہام گول مول بتاتا ہے وہ ذرا الہام جاءت الیتام یاتون من کل فج عمیق پر ہی غور کرے کہ ایک شخص ایک گاؤں میں رہنے والا شخص جسے علمی دنیا میں کوئی جانتا بھی نہیں وہ خدا سے خبر پاکر دعوی کرتا ہے کہ ایک وقت آئیگا کہ دور دراز علاقوں سے جس کر لوگ آئینگے اور مجھے ایک بہت بڑی جماعت مسلمانوں کی دیجائیگی اور باوجود سخت مخالفتوں کے کامیاب ہونگا اور قاتلانہ منصوبوں سے محفوظ رہکر ۷۵ برس کے قریب عمر پاؤنگا۔ اور مظفر و منصور اس دنیا سے اٹھایا جاؤنگا اب کیا المنیر اس صداقت سے انکار کر سکے کہ یہ کہتا ہے کہ یہ سب کچھ لفظ بلفظ پورا نہیں ہوا؟ اسے کہتے ہیں خدا کا کلام اور اس کا نام ہے سچا الہام۔ باقی رہا یہ سوال کہ ہم میں اور تم میں کیا فرق ہے۔ انشاء اللہ اس پر کسی وقت مفصل بحث ہوگی۔

انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ پر ایک نظر

جب میں نے پروگرام میں دیکھا کہ ہندوستان کے مختلف قابلیت و مختلف طبائع و مذاق کے علماء ایک جلسہ میں جمع ہونیوالے ہیں تو میرے دل میں شوق اٹھا کہ میں ضرور ان کی تقریریں سنوں اور اسلام کی موجودہ حالت کا اندازہ لگاؤں چنانچہ ۴ر اپریل ۱۹۱۲ء میں خلیفۃ المسیح کی اجازت سے لاہور روانہ ہوا

۵ر اپریل پہلا اجلاس بہت ہی بارونق رہا۔ ایک پیر صاحب کا وعظ تھا وعظ اور لیکچر میں پہلے یہ فرق بیان کیا جاتا تھا کہ وعظ میں بالخصوص آیات و احادیث کا ذکر ہوتا ہے۔ اور لیکچر میں یہ نہیں ہوتا مگر بعض وعظ سننے سے یہ بات بھی کھل گئی کہ وعظ نام ہے چند بیہودہ اور بے نتیجہ کلمات کا جن کا کوئی سر ہو نہ پیر۔ بعض قرآن مجید کے پڑھنے میں اپنے علم موسیقی کے کمال کا ثبوت دیا مگر اس طرح حروف اپنے مخارج سے باہر نکل جاتے تھے آپ نے بیان کیا کہ سب نبیوں سے کہا گیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ ورنہ نہ نبوت ملیگی نہ اور کوئی فضیلت۔ پھر کہا کہ نئی روشنی کے جنٹلمین ہماری باتوں پر ہنستے ہیں۔ افسوس ہے کہ وہ قرآن مجید نہیں پڑھتے ورنہ وہ اس میں ایک صندوق کا ذکر ضرور پاتے۔ جو بلی کی بولی بولتا تھا حضرت موسیٰ اور حضرت شعیب میں عصا کے لئے ایک خوفناک جنگ ہوئی۔ جبرئیل نے فیصلہ کیا۔ ہلاکو آدمی نے اس عصا کے چھیننے کی کوشش کی میں نہیں سمجھتا کہ حمایت اسلام ایسے مواعظ سے کیا فائدہ اٹھانا چاہتی ہے اور اسلام کو اس بھونڈی

صورت میں دکھا کر کیوں غیر مسلموں کو ہم پر ہنسانا چاہتی ہے۔ اس کے بعد ایک اور مولوی صاحب اُٹھے غالباً یہ ان کا پہلا وار تھا۔ اس لئے قابل معافی ہے انہوں نے اپنی بھرائی ہوئی آواز میں بڑے زور کے ساتھ فرمایا جانتے ہو میں کون ہوں۔ افسوس ہے کہ ایک صاحب نے روک دیا۔ اور جو کچھ وہ کہنا چاہتے تھے دل ہی میں رہ گیا خیر میں انہیں انٹروڈیوس کرا دیتا ہوں آپ مولوی عبد الرحمن محی الدین لکھوکے والے کے خلف ہیں جن کا ذکر حقیقۃ الوحی میں ہے اور جو خدا کے نبی کے مقابلہ میں انی مھین من اراد اھانتک کے نشانے بن چکے ہیں۔ تقریر چونکہ دھیمی آواز میں پریشان خیالات کا مجموعہ تھی اس لئے سُنی نہیں گئی۔

دوسرے اجلاس میں مسٹر بدر الدین قریشی نے اپنا مضمون سُنایا۔ آپ نے کہا صنعتی سکول کھولے جائیں مسلمان اپنے اپنے خرچ کم کر دیں مسلمان اپنے بھائیوں سے سودا خرید کریں جس کے پاس روپیہ ہو وہ بینک میں جمع کرا دے جو اس سے روپیہ بڑھیگا کچھ فائدہ (سود) بھی ملیگا۔ پچھلے زمانہ میں بھی اس قسم کے معاہدے ہوتے تھے کہ اگر تجارت میں فائدہ ہوا تو میں ایک سو روپیہ کی بجائے ایک سو دس روپیہ دونگا؟ - مسلمانوں کو اپنی ذات پر بھروسہ کرنا چاہئے (خدا پر؟)

مفتی محمد دین صاحب نے اپنا لیکچر صراط مستقیم پر پڑھا۔ پڑھا میں نے اس لئے کہا کہ لکھا ہوا مضمون سامنے رکھا تھا۔ گو پڑھنے کا طرز ایسا تھا کہ دور بیٹھنے والوں کو یہ بات معلوم نہیں ہوتی تھی آپ نے قرآن مجید سے وہ تمام آیات جمع کر لی تھیں جن میں صراط مستقیم آتا ہے مجھے بہت خوشی ہوئی کہ ہر بات میں آپ قرآن مجید سے استدلال کرتے تھے گو وہ بعض جگہ غلطی بھی کھاتے تھے لیکن یہ اصل بہت پسندیدہ ہے کہ ہر مسلمان جو بات کہے قرآن مجید سے استنباط کر کے کہے مضمون کے بعض فقرات آپ کے عقائد پر بھی روشنی ڈال رہے تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ شیطان سے میری مراد وہ [illegible] ہے جو صراط مستقیم سے روکتا ہے

لوح محفوظ دماغ انسانی کا نام۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ آیت لیستخلفنھم منسوخ نہیں ہوگئی۔ مفتی صاحب نے خدا جانے کبھی یہ سوچا ہے یا نہیں کہ اگر یہ آیت منسوخ نہیں تو کیا وجہ ہے کہ سلسلہ محمدی سلسلہ موسوی کے مطابق ہو اس سلسلہ کا آخری خلیفہ بھی ایک مسیح ہو

قاضی سراج الدین صاحب بیرسٹر ایٹ لا یا یوں کہنا چاہئے چودھویں صدی کے ایڈیٹر کا وقت تھا جب انکا لیکچر شروع ہو چکا تو زمیندار کے ایڈیٹر ظفر علیخاں صاحب اور ان کے ساتھ ایڈیٹر افغان اور تین آدمی اور یہ سٹیج سے اُٹھ کر چلے گئے ان کے جانے کے بعد ایک گوشہ [illegible] صدا آئی کودن کو لیمپ کی ضرورت نہیں اور کچھ شور بھی ہوا مگر چونکہ وہ ایک خاص گوشہ میں تھا اس لئے صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ پبلک کیطرف سے اظہار ناراضی نہیں بلکہ خاص کارروائی ہے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انجمن کے منتظمین نے بھی انہیں نہیں روکا یا روکنے کی کوشش ناکام رہی اور یوں اپنے لیکچرار کی بے عزتی چند نوجوانوں کے ذریعے ہونے دی اس دفعہ انجمن حمایت الاسلام کے جلسہ میں یہ بہت بڑا نقص تھا کہ ایک فریق پر کھلم کھلا چوٹیں ہوتی تھیں اور ایک مشترکہ قومی پلیٹ فارم پر بلاوجہ بے سبب آوازے کسے جاتے تھے حالانکہ ان لوگوں کو انجمن اور اس کے مقاصد سے کوئی انکار نہیں تھا

تیسرے اجلاس میں خواجہ کمال الدین صاحب کا لیکچر تھا آپ کی جادو بیانی اور جہیر الصوت ہونے نے سامعین کو بُت بنا دیا اور اسوقت تمام جلسہ گاہ حاضرین سے پُر ہو گئی۔ آپ نے بیان کیا کہ [illegible] یعنی اقتصادی طاقت بڑھانے کے لئے اشاعت اسلام ضروری ہے۔ اور اس کام کے لئے میری نگاہیں اگر کسی گروہ پر پڑتی ہیں تو وہ وہی ہے جس کا میں بھی [illegible] فرد ہوں۔ اس فقرہ نے مجھے بڑا مزہ دیا مگر خواجہ صاحب نے اس کی تشریح کی اور فرمایا کہ میری مراد تعلیم یافتہ گروہ سے ہے۔ پھر آپ نے ان کیطرف روئے سخن کیا اور انہیں سمجھایا کہ پہلے خود اسلام کا نمونہ بننا چاہئے [illegible] اسلام تو بعض وجود انگریز نا فرزند مسلمان اور ایک

آریہ میں کیا فرق ہے۔ کیا نماز شعار اسلام نہیں کیا یہ کسی وضعی حدیث سے ثابت ہے۔ کیا قرآن مجید میں بار بار اس کا ذکر نہیں کیا جنگ کے وقت بھی نماز پڑھنے کے قواعد کا ذکر قرآن میں نہیں۔ پھر اس سے اس قدر غفلت کیوں ہے۔ اگر بخش اور دین ناموں میں موجود ہونے سے کوئی مسلمان ہو سکتا ہے تو کئی ہندو ایسے ملینگے۔۔

. . . .

. . . . اور اگر صرف مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہونے سے کوئی مسلمان ہو سکتا ہے تو میرے نبی نے فرما دیا ہے کہ ہر بچہ جو پیدا ہوتا ہے خواہ وہ عیسائی کے گھر میں ہو خواہ ہندو کے گھر میں یولد علی الفطرۃ وہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ اسلام تو نام ہے اعمال صالحہ کا اور معتقدات صحیحہ کا اعمال کی تو کچھ نہ پوچھو یہاں تو معتقدات کی بھی خیر نہیں افسوس ہے نوجوانوں میں ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جو کہتا ہے اسلام کی ترقی وابستہ ہے مذہب کے چھوڑ دینے پر۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ سولزیشن کے سوا کوئی ترقی نہیں ہو سکتی۔ سوال یہ ہے کہ سولزیشن کے کیا معنے ہیں۔ یہی کہ کل قوی فطریہ وہ کام کرنے لگ جائیں جن کیلئے وہ پیدا ہوئے ہیں۔ میرے دوستو! اسلام بھی تو یہی ہے فلاح بھی اسیکا نام ہے۔ تم فلسفہ جدیدہ پر ایمان لا کر یہ تو کہتے ہو کہ ہر چیز ایک قانون کے ماتحت ہے مگر انسان بھی تو اسی کائنات کا ایک فرد ہے وہ بھی کسی قانون کے ماتحت ہے یا نہیں یہی الہی قانون اسلام ہے فلسفہ قدیم نے انسان کو ارذل مخلوقات عالم بتا کر مشرک بنایا اور فلسفہ جدیدہ نے لارڈ آف یونیورس بتا کر دہریہ بنایا اسلام نے درمیانی راہ اختیار کی اور سورہ عصر میں اس مسئلہ کو واضح کر دیا ایک طرف خلق لکم ما فی الارض جمیعا اور دوسری طرف ایمان و عمل صالح نہ ہونے کی صورت میں ثم رددنہ اسفل سافلین کہا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ فلسفہ جدیدہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچا ہے۔ جس پر اسلام۔ مگر میں کہتا ہوں۔ بانی تعلیم اپنے ساتھ ایک روحانیت رکھتی ہے جس سے اخلاق فاضلہ میں ترقی ہوتی ہے تو

لوگ نوویر یکل سٹر گیتہ کو بڑھانے کے لئے اشاعت
اسلام کرو۔ کاش خواجہ صاحب فرماتے اعلاء کلمۃ اللہ اور
خدا کی عظمت و جلال ظاہر کرنے کے واسطے۔ دیکھو وہ
قومیں جن کے مذہب میں دوسروں کو پیغام الٰہی پہنچانا
منع ہے اور جن کی روٹی اذان کی آواز سے خراب ہو جاتی
ہے۔ وہ تو چماروں اور چوہڑوں اور سکھوں کو
ایک دسترخوان پر لا رہے ہیں اور تم خاموش ہو پہلے
دین سیکھو پھر دوسروں تک پہنچاؤ۔ قرآن اللہ تعالیٰ نے
آسان کر دیا اس کے لئے عربی دانی ضروری نہیں بلکہ
خدا نے اس کے سیکھنے کا گر بتا دیا ہے واتقوا اللہ
ویعلمکم اللہ اور لا یمسہ الا المطہرون
یہ معارف و حقائق تقویٰ و طہارت کی زندگی اختیار کرنے
سے کھلتے ہیں خواجہ صاحب کا لیکچر ختم ہوا تھا اس
پر مفتی علیم اللہ صاحب نے تحریک کی کہ خواجہ صاحب کو عشاء
کے وقت پھر وقت دیا جاوے۔ چنانچہ آپ نے اپنا لیکچر
دوسرے وقت میں ختم کیا۔ امرتسری مولوی ثناء اللہ اور
حاجی محمد ابراہیم سیالکوٹی کے لیکچر بھی اسی سٹیج پر ہونے والے
تھے۔ اور لطف یہ کہ ابراہیم صاحب اور خواجہ صاحب
کا وقت بھی ایک ہی تھا۔ ہمارے ناظرین کو معلوم ہے
کہ ابراہیم و ثناء اللہ سے چیلنج ہو چکا ہے کہ ایک سٹیج پر
ہماری تقریریں ہوں اور پھر دیکھیں کہ حاضرین پر کس کا
زیادہ اثر ہوتا ہے اور کون حقائق و معارف قرآنی بیان
کرتا ہے۔ مولوی ابراہیم اس حسرتناک نظارہ کو نہیں
بھولیگا کہ خواجہ صاحب کے وقت میں حاضرین بت بنے
بیٹھے ہیں اور وہاں سے نہیں اٹھتے جب تک کہ خواجہ
صاحب نہیں کہتے کہ جاؤ اب شام کی نماز پڑھو اور آپ کے
وقت میں لوگ وقت سے ۲۰ منٹ پہلے اٹھنے شروع
ہو گئے اور سکرٹری صاحب اٹھ کر تاکید کرتے ہیں کہ صاحبان
بیٹھے رہو مولوی صاحب کا وعظ سنو مگر لوگ بہت کم اس
ارشاد کی تعمیل کرتے ہیں۔ پھر ابراہیم نے جو کچھ بیان کیا
کاش وہ خود ہی اس پر نظر ثانی کریں سوال تو اچھا اٹھایا
تھا کہ کیا وجہ ہے قرآن مجید بھی وہی اسلام بھی وہی
مگر وہ خیر و برکات نہیں" مگر اس کا جواب کچھ نہیں دیا

اور ٹال دیا۔ جیسا کہ لا بد للمسلمین من امیر
کے جواب میں سکوت کیا۔ بعد میں دو تین باتیں ایسی
کیں جو نفس مضمون سے کچھ تعلق نہ رکھتی تھیں۔ ہاں
ثناء اللہ صاحب کی کچھ تعریف کرتے جاتے تھے اور وہ بھی
من ترا حاجی بگویم کے اصل پر۔ زندہ باش۔ جزاک اللہ
کہتے جاتے تھے۔ یہی حال شیر پنجاب کے لیکچر کا ہوا
جن کے لیکچر کا میں کوئی خلاصہ نہیں دے سکتا کیونکہ وہ
مجموعہ تھا چند اشعار کا اور مجموعہ تھا چند ایسی باتوں کا
جن سے قہقہہ پڑتا تھا اور چند حرکات و اشارات کا جو
کم از کم میرے نزدیک ایک مولوی فاضل کی شان سے
بعید ہیں۔ گو ان کے لئے وہ مایہ ناز ہوں۔ میں مولوی صاحب
کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کرونگا کہ وہ خدا کے
لئے سوچیں کہ وعظ کا یہ اثر ہونا چاہیئے کہ لوگوں کو اس کے
کلمات سن کر ہنسی آئے یا یہ کہ دل خوف خدا سے پر ہو جائے
اور رقت طاری ہو۔ آپ نے بیان کیا کہ مسلمانوں کو فیشن
درست رکھنا چاہیئے اور اس فیشن کو سر کے بالوں کی
مانگ سیدھی نکالنے اور داڑھی بڑھانے مونچھیں
کٹوانے میں ختم کر دیا۔ مولوی صاحب! اس پر تو اور کئی
غیر مسلم لوگ بھی عمل کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ مسلمان نہیں
کیوں آپ نے یہ نہ کہا کہ ہمارا فیشن جو ہم کو دوسری قوموں
سے جدا کرتا ہے وہ نماز ہے اور یہی وہ چیز ہے جس سے
ایک مسلمان کسی صورت میں غیر مسلموں میں مخلوط نہیں
ہو سکتا۔ قدرت نے آپ کی آواز بھی باریک بنائی
ہے تاکہ آپ کے خود ساختہ لقب کی تردید ہوتی رہے۔
ان دونوں بزرگوں کا ذکر خواجہ صاحب کے ساتھ کرنا ضروری
تھا اس لئے ترتیب قائم نہ رہی۔ ہاں تو رات کو نقشبندی
محمد عظیم صاحب کا لیکچر دین و دنیا پر تھا۔ جا و بیجا۔ موقعہ بے
موقعہ آپ زور دیتے تھے اور مثنوی مولانا روم کے بعض
اشعار کی توضیح کرنا چاہتے تھے۔ دو مرتبہ صدر نے کچھ اٹھ کر
کہنا چاہا مگر آپ بند نہ ہوتے تھے۔ بڑی مشکل سے
آپ نے اپنی تقریر کو چھوڑا۔ مولوی الف دین صاحب کا مضمون
اچھا ہوتا ہے۔ مگر میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ آپ کی تقریر
لوگ سنتے کم ہیں۔ آپ نے اپنے مضمون کے بعض حصوں کو

پڑھ کر سنایا۔ اسلام نے ہندوستان میں غیر مسلموں کی معاشرت
اور مذہبی عقائد پر کیا اثر ڈالا یہ بیان بہت دلچسپ تھا
رات کو ہنری مارٹن صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج نے
اپنا لیکچر دیا اور آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب
نے صدارت کے فرائض ادا کئے اس کا خلاصہ ایک
دوست نے عجیب الفاظ میں بتایا کہ صاحب نے کہا کہ خدا
کو واحد جاننا اور مخلوقات تمام کو بھائی ماننا یہ اسلام ہے
تو میں مسلمان ہوں۔ صاحب صدر نے کہا۔ اگر یہ کرسچینٹی
ہے تو میں کرسچن ہوں۔ یہ سمجھوتہ ہماری سمجھ میں تو آیا
نہیں مگر کم از کم اس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ جو نمونہ
آجکل کے بعض مسلمان دکھا رہے ہیں اسے دیکھ کر
تعجب نہیں کہ اگر ہنری مارٹن نے یہی اسلام سمجھ لیا ہو
اور فان تابوا و اقاموا الصلوٰۃ و آتوا
الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین کا راز حقیقت نہ پایا
ہو۔ ہاں تو اس روز (۱۶ اپریل) صبح صاحبزادہ آفتاب
احمد خانصاحب کا لیکچر تھا جو آپ نے پنجاب محمڈن ایجو
کیشنل کانفرنس کے اجلاس میں دیا۔ صاحبزادہ بہت
متین اور پرجوش بزرگوار ہیں۔ خواجہ صاحب سے آپ کو
خاص عقیدت ہے۔ چنانچہ آپ اپنے لیکچر میں بار بار ان
کا نام لاتے تھے آپ نے پہلے تو سب دوستوں کو نصیحت
کی کہ وہ ایک دوسرے کی نکتہ چینی اپنا پیشہ نہ بنا لیں بلکہ
ٹالریشن [illegible] فرما ہوں اور وسعت قلب پیدا کریں ہم
سب مریض ہیں۔ ممکن ہے ایک دوسرے کو کوئی ضرر بھی
پہنچے مگر چشم پوشی کرنی چاہیئے اور قومی کاموں میں خود
غرضی چھوڑ دینی چاہیئے۔ کیونکہ ہم مسلمان ہیں جنکو پہلا
سبق الحمد للہ رب العالمین کا دیا گیا ہے جب تمام
خوبیاں اسی خدائے ذوالجلال کے لئے ہیں تو پھر ہماری
خود غرضی کیسی۔ اس وقت ہماری ترقی انہیں دو باتوں
پر ہے اصول عبدیت اور اصول نیابت۔ ایک طرف
ہم فی الارض خلیفہ ہو کر اپنے مولیٰ کے اغراض
و مقاصد کے ماتحت کام کریں اور کل کائنات عالم سے
جو ہمارے مسخر ہے کام لیں اور دوسری طرف قومی گاڑی
کو چلانے کے لئے ہمہ صفت موصوف انجینیر نہیں ملتا

یہ ضرورۃ الامام۔ امام کی طلب صادق تھی۔ خدا صاحبزادہ صاحب کی چشم بصیرت کو وا کرے اور وہ اس انجینر کو پہچان سکیں۔

صاحبزادہ کا ایک اور لیکچر ۱۳ اپریل کو ہوا اس میں آپنے اپنے نوجوان تعلیم یافتوں کو مفید نصائح کیں اور کہا کہ گورنمنٹ سے قوم سے ہمارے تعلقات نہایت معتدل ہونے چاہئیں۔ اپنی خودداری کو قائم رکھیں مگر وہ خود پسندی کی حد تک نہ پہنچے۔ ہمیں چاہیے کہ وہ فضولیاں چھوڑ دیں اور صرف کار رنگ آمیزی۔ اور پتلون پر اپنی عزت کا دارومدار نہ سمجھیں اور شراب جو ام الخبائث ہے اس سے قطعی طور پر کنارہ کریں۔ بلکہ کسی انگریز کو بھی دعوت میں نہ پیش کریں۔ اس سے ان کی نگاہ میں ہماری عزت ہوگی۔ ہمارے لئے وہی پرانی شراب کیف انگیز ہے جو تیرہ سو برس گذرے خمخانہ توحید میں تیار کی گئی اور ساقی کوثر نے ہمیں پلائی۔

خواجہ دل محمد کی نظم نعت نبی میں بہت اچھی تھی آپنے رسول اللہ صلعم کے غار حرا سے قوم کی ہدایت کیلئے تشریف لانے کا سین دکھایا جو بہت ہی دل پسند و دلاویز تھا۔ شیخ عبد القادر صاحب تو یوں لیکچر دیتے ہیں جیسے کوئی بے تکلفی سے باتیں کرتا ہے۔ یہ طرز مجھے بہت ہی پسند آیا۔ وہ کیا کر رہے آپ کیا کر رہے ہیں کے عنوان کی ماتحت آپ نے ولایت کے قومی کاموں کا اپنے کاموں سے مقابلہ کیا۔

اصول عدم مزاحمت ۔ "جیو اور دوسروں کو بھی زندہ رہنے دو" پر خاص زور دیا۔ بہتر تھا کہ وہ صحابہ کرام کی نظیر بھی دیتے۔ اور اس اصل کو کتاب و سنت سے پیش کرتے۔ مگر شیخ صاحب مجھے مغربی تمدن و تہذیب کے سامنے کچھ مرعوب معلوم ہوتے تھے۔ آپ نے اُن قربانیوں کا ذکر بھی کیا جو ہمسایہ قوم پنجاب میں دکھا رہی ہے۔ جو واقعی مسلمانوں کے لئے شرم دلانیوالی ہیں۔

مولوی عبد المجید صاحب وکیل نے اپنی نظم "مرثیہ" کی گرفت زور سے پڑھی جس پر ایسے پیٹے تھے کہ انہیں بٹھا دیا گیا اور ایک نابینا حافظ کو کھڑا کر دیا گیا۔ یہ میرے نزدیک قوم کے بگڑے ہوئے مذاق کا جنازہ تھا جو اس وقت اُٹھایا گیا۔ حافظ صاحب نے کہا کہ میں نظم جب پڑھونگا کہ مجھے روپیہ کے کھنکھنانے کی آواز آئے اور کہا میرا مقصود تو روپیہ جمع کرنا ہے۔ یہ دل کو صدمہ پہنچانیوالا فقرہ میں نے بعض اور لیکچراروں اور شاعروں سے بھی سُنا۔ کیوں نہ ہمارے لیکچروں اور نظموں کا مقصد خدا تعالی ہو۔ یہ باتیں تو خود ہی حاصل ہو جاتی ہیں۔ ایک مومن کے لئے یہ کلمہ موجب ندامت و کفر کی حد تک پہنچانیوالا ہے۔ کہ ایک لا الہ الا اللہ کہنے والے کا مقصد متاع قلیل یعنی چند ٹکے ہوں۔ مومن کی تو دُنیا بھی دین کے حکم میں ہے بشرطیکہ نیت نیک ہو۔ حافظ کی نظم مجھے تو ایسی اچھی معلوم نہ ہوئی نہ اس میں کوئی انوکھی بات تھی مگر لوگ ہیں کہ تالیاں پیٹ پیٹ کر اپنے وقار کا ماتم کر رہے ہیں۔ ایک صاحب اُٹھے اور کہا کہ میں دس ہزار چھپوا کر شائع کرونگا۔ ایک اور صاحب نے ہم آہنا خرچ دینا منظور کیا اور چندہ بھی ہوا مگر عجیب طریق سے۔ ایک آئینہ نیلام ہوا اور اُس کی قیمت غالباً عہ تک پہنچی۔ تو ایک صاحب . . . نے کوٹ اُتار دیا۔ اور اس پر بولیاں ہوتی رہیں۔ پھر کوٹ واپس دیا گیا۔ ایک پیسہ نیلام ہوا۔ غرض جو کچھ کسی نے دینا تھا وہ دیا۔ لیکن اس بھونڈے طریق سے جس میں خشیت اللہ اور فی سبیل اللہ کا انداز نہیں پایا جاتا تھا۔ کیا اچھا ہوتا کہ یہی روپیہ آداب صدقہ کے ساتھ دیدیا جاتا۔ مگر جب قوم کا مذاق بگڑ گیا ہے تو ایسی باتوں کا خیال نہیں رہتا۔ بعض مصرعوں پر بھی چندہ ہوا چنانچہ جب اس نے پڑھا "اس دی ڈاکٹری دے اگے کی حکمت یونانی" تو ہمارے مرزا یعقوب بیگ صاحب نے عہ عنایت فرما کر اپنی وسعت قلبی اور قدردانی کا ثبوت دیا۔ خیر یہ چندہ کا سوتو تھا ۱۰ بجے تک چندہ ہوتا رہا۔ پچھلے پہر ایک دو لیکچر ہوئے۔ مگر لوگ ڈاکٹر اقبال شاعر نازک خیالی کے انتظار میں تھے۔ جلوہ صاحب نے اپنی ایک نظم سُنائی۔ اور پگڑی نیلام پر چڑھائی۔ پگڑی آپکے ہاتھ میں اٹھی اور ساتھ ساتھ اشعار سُناتے تھے جسپر کچھ چندہ ہوا اور پگڑی آپ کو واپس ملی۔

جناب اقبال اُٹھے اور ایک رباعی پڑھی جس کا آخری مصرعہ تھا۔ "مسلم ہے تو بھر وطن سے کیا کام"

اسپر خوب تالیاں بجائی گئیں۔ میں نے اپنے پاس بیٹھنے والے ایک دو صاحبوں سے پوچھا کیوں صاحب آپ اس کا کیا مطلب سمجھے۔ تو انھوں نے کہا صاف ظاہر ہے کہ اگر تم مسلمان ہو تو خیار وطن کیوں خرید و۔ پھر باہر نکل کر بھی بعض لوگوں سے پوچھا وہ بھی یہی سمجھے۔ پھر آپ نے اور چند اشعار پڑھے جب آپ اس شعر پر پہنچے

کوئی آج مسلم خستہ جاں کو یہ جا کے میرا پیام دے
کہ وطن ہے دشمن آبجو کو اماں ہے ملک حجاز میں

تو اس وقت بھی بڑے زور سے تالیاں بجائی گئیں اس وقت بھی لوگوں نے یہی سمجھا کہ روئے سخن اخبار وطن کی طرف ہے۔ کچھ بھی ہو اور میں خوب جانتا ہوں کہ ڈاکٹر اقبال کے پاس کافی عذرات اس کے متعلق ہونگے لیکن بہتر تھا کہ جیسے جناب اقبال کا پایہ سخن بہت بلند ہے اسی طرح وہ ایسے ناخوش آئند مناقشات سے اپنے تئیں الگ رکھتے۔ دوستی کا حق ادا کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ لاہور کی پبلک خصوصًا وہ جو جلسہ حمایت الاسلام میں موجود تھے جہاں تک میں دریافت کرسکا وہ سب کے سب وطن اور ملت سے بیزار معلوم ہوتے تھے۔ اور لوگ ظفر علیخاں پر جان دیتے کو طیار تھے جب صاحب موصوف نے رات کو اپنا لیکچر شروع کیا تو جس کثرت سے نعرہ ہائے شاباش بلند ہوتے وہ حیران کر دینے والے تھے اس میں کچھ شک نہیں کہ کسی کلمہ پر بیشک بیشک یا نعرہ تحسین کی آواز پہلے ایک دو سے شروع ہوتی جو مخصوص کونوں سے باضابطہ طور پر کسی قدر وقفے کے ساتھ آتی مگر پھر عام لوگ ان کا ساتھ دیتے تھے۔ ظفر علی نے کہا یہ جلسہ ہے بیرا چر اور نتھو

زین سازکا اور اسٹرچر اپنے حریف پر چوٹ کی۔ آپ کی تقریر بہت پُر جوش ہوتی ہے اور آپ کچھ ایسے بیخود ہوتے ہیں کہ بعض ناگفتنی کلمات بھی مُنھ سے نکل جاتے ہیں اور ان فقرات سے ایسا پایا جاتا ہے جیسے کوئی عربی عبارت کا ترجمہ کر رہا ہے۔ آپ نے قرآن مجید کو سوسن کے جونشان ہیں وہ جمع کرکے اُردو میں سنا دیئے اور یوں آیات کی تلاوت کرنے سے بچگئے۔ مگر جن لیکچراروں نے کوئی آیت یا حدیث پڑھی اور پھر بار بار غلط پڑھی ان کیخدمت میں گذارش ہے کہ وہ جہاں ورلوٹ کرکے لاتے ہیں خدا کے لئے آیات کو بار ا ۔ لوٹ کرکے نہ آیا کریں۔ تاکہ گناہ کے علاوہ میں ان کے احباء کو بھری محفل میں خفیف تو نہ ہونا پڑے

حاضرین سے سوال کیا کہ کیا آپ مسلمان ہیں پھر ایک مدرسہ قائم کرنے کی تجویز پیش کی۔ بلکہ اس پر عمل کرنیکو آمادہ تھے۔ جس میں کلام اللہ سیرت نبوی اور حساب وغیرہ سکھایا جائیگا۔ اور اس کے لئے پچاس ہزار کیضرورت جتلائی۔ جو ہزار روپیہ لوگوں نے ضمانت کے لئے دیا تھا وہ انجمن کے حوالہ کیا کہ کسی کو وظیفہ دیکر ولایت بھجوایا جائے اور کہا کہ ضمانت کا روپیہ گرہ سے دیدونگا۔ یہ سب احباب کو معلوم ہے کہ ضمانت کا روپیہ محفوظ جمع رہتا ہے بلکہ سود بھی ساتھ ملتا ہے۔ اس لئے جس کے پاس روپیہ ہو اس کے لئے کوئی بڑا ایثار نہیں۔ اس پر جلسہ ختم ہُوا۔

الغرض انجمن حمایت اسلام بہت عمدہ کام کر رہی ہے اور اُس کی ہر دلعزیزی۔ روزافزوں ہے۔ قیامگاہ اور کھانے کا انتظام اچھا تھا۔ ماسٹر چراغدین صاحب روشن نے قابل تعریف محنت سے کام کیا۔ ہاں کھانے کھلانیوالوں میں سے ایک صاحب مہمانوں سے بدرشتی پیش آتے تھے

علی العموم میں نے یہ دیکھا کہ مسلمانوں میں روحانیت بہت کم ہے وہ کوئی علمی مضمون صبر کے ساتھ نہیں سُن سکتے۔ ہاں کوئی صاحب چٹکلے سنانیوالے ہوں تو ان کی بات سن لیتے ہیں۔ مسلمان لیکچراروں کو یقین ہو چکا ہے کہ اب ان کی ترقی مذہبی زندگی اختیار کرنے پر ہے

صاحبزادہ آفتاب احمد صاحب نے بھی یہی کہا کہ مذہبی تعلیم کیضرورت ہے۔ اور منشی ظفر علی صاحب کا یہ فقرہ مجھے بہت پسند ہے کہ اور قومیں ترقی کرتی ہیں آگے بڑھنے سے اور ہم ترقی کرینگے پیچھے چلنے سے۔ جوں جوں ہم پیچھے ہٹینگے حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ سے نزدیک ہوتے جائینگے۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ کی مثالیں تو بیان کرتے ہیں مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کوئی خدمت قابل ذکر نہیں سمجھتے۔ حالانکہ صدیقؓ کا ایمان قابل رشک صدیقؓ کی مساعی جمیلہ مشکور ہیں۔

صلح حدیبیہ پر ایمانوں کا امتحان ہوا۔ اسوقت معلوم ہوا کہ ایمان کس کا چٹان کی طرح مضبوط ہے۔ پھر وفات النبی کے وقت بیخود ہونا قابل توصیف ہے یا وہ جگہ جو نہ صرف خود سنبھلا بلکہ دوسروں کو سنبھالا۔ اور زور سے اعلان کیا من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فانہ حی لا یموت

میرے خیال میں حضرت صدیق کے احسانوں سے اولین و آخرین عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ ہم احمدی تو ان کے خاص طور پر ممنون ہیں۔ آپنے اپنی تقریر سے اس وقت کے فتنہ ہی کو نہیں روکا بلکہ گروہ آخرین کو بھی قابل قدر امداد پہنچائی کیونکہ ما محمد الا رسول پڑھ کر وفات مسیح پر اجماع کی مہر لگادی یہی وجہ ہے کہ میں صدیق اکبرؓ کو ہمیشہ اپنی دعاوں میں یاد رکھتا ہوں۔ خدائے تعالیٰ انھیں جزائے خیر بخشے

حملہ بر خود میکنی ای سادہ لوح

اہل فقہ سلسلہ حقہ کا ایک شوخ گردان

مخالف ہے۔ بعض اوقات اس کے قلم سے ایسے اعتراض نکلتے ہیں جن کی زد جناب رسالتمآب پر پڑتی ہے ایک مدعی اسلام کے لئے ڈوب مرنیکا مقام ہے۔ اگر وہ اپنے قلم سے اپنے مقتدا و سرور انبیا کی جناب میں بلا واسطہ تو نہیں مگر بواسطہ گستاخی کا مرتکب ہو چہ دو تین آدمیوں کے نام تھا پوری مجنون کے مریدوں میں گنوا کر لکھتا ہے۔ ”مرزائی جماعت کا انتشار یقینی ہے اور عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے جبکہ مرزا صاحب کا مذہب صرف کتابوں میں رہجائیگا“

کیوں صاحب آپ ہمارے انتشار سے کیوں گھبراتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسیلمہ کذاب نے دعوی نبوت کیا تھا یا نہیں۔ اس کے پیرو بھی کچھ لوگ تھے یا نہیں۔ ؟ اس کی وفات کے بعد ارتداد العرب بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح ہے یا نہیں آپ ایسے جلد باز تو اس صورت حالات میں بھی یہی کہتے ہونگے۔ آخر ان کو نادم ہونا پڑا۔ اور یہاں تو آپ ان تین کا بھی ثبوت نہیں دے سکتے قادیان آکر اس سلسلہ کی ترقی کا نظارہ دیکھو اور پھر اپنی ناکام کوششوں پر دل کھول کر نوحہ کرو۔ آپ کو اجازت ہے ؟

اہل فقہ کو ہاتھ لگانا حرام

اہل فقہ نے ۱۸ اپریل کے پرچہ میں ایک فتویٰ چھاپا ہے

جس کے الفاظ یہ ہیں۔ ہر اُس چیز کو بلا وضو چھونا جس میں آیت قرآن لکھی ہو حرام ہے“ چونکہ اہل فقہ میں آیات کلام اللہ ضرور ہوتی ہیں۔ اس لئے اسکو ہاتھ لگانا حرام ثابت ہوا۔ چونکہ یہ فتویٰ حنفی علماء کیطرف سے شائع ہوا ہے اور اہل فقہ بقول خود پکا حنفی ہے۔ اس لئے کم از کم اسے اور اس کے خریداروں کو اس فتوی پر ضرور عمل کرنا چاہیئے۔

ہاں ایک تجویز یا ترمیم بھی پیش کی گئی ہے وہ یہ کہ آیات و احادیث کا صرف ترجمہ اخبار میں چھپ جایا کرے۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ کیونکہ اگلی اُمتوں کی کتابیں جو محرف ہوئیں تو بہت بڑا سبب یہی ہے کہ ان کی ایسی کتابیں ترجمہ در ترجمہ ہوتی گئیں۔ اور اصل کتب نسیاً منسیا ہوگئیں۔ خدا مسلمانوں کو ایسی حرکت بالقصد سے بچائے۔ ترجمہ تو مترجم کا اپنا خیال ہوتا ہے۔

معذرت

چونکہ فصل کی کٹائی کے دن ہیں اس لئے چند ایک مشکلات کی وجہ سے ۲۱ اپریل کا الحکم شائع نہ ہوا۔ اس لئے یہ پرچہ ۲۱ و ۲۸ اپریل کا شائع ہوتا ہے اُمید کہ مئی کے پرچے میں سب کسر نکالدیجاویگی۔

ھو القاھر فوق عبادہ

۴۵ ہزار ٹن وزنی ۸۸۲ فٹ لمبا ۹۲ فٹ چوڑا ۔ ۹۷ فٹ بلند دنیا کا عظیم الشان اُرکین جہاز جسپر ۱۵ لاکھ ۸۰ ہزار پونڈ لاگت آئی تھی ۔ جس میں رہائش گاہیں ۔ تیرنے کے حوض ۔ بے تار برقی غرض راحت رسانی کے اعلیٰ ترین سامان تھے ❊ برفانی ٹیلوں سے ٹکرا کے جن کی لمبائی قریباً اکیس میل تھی ۱۵ ۔ اپریل کو شمالی امریکہ کے انگریزی مقبوضہ نیو فونڈلینڈ کے قریب ۔ غرق ہوگیا ۔ ۱۰ ۔ لاکھ پونڈ کے تو ہیرے ہی تھے ۲۳۴۰ آدمیوں میں صرف ۸۶۸ بچائے جاسکے ۔ جس سے ثابت ہوگیا کہ ھو القاھر فوق عبادہ ۔ انسان خواہ کسی قدر ترقی کرے مگر اللہ تعالیٰ کی طاقت بہت زبردست ہے ❊

مدینۃ المہدی

حضرت خلیفۃ بخیر و عافیت ہیں ۔ اور درس قرآن مجید و احادیث میں مشغول

حضرت صاحبزادہ صاحب مع علماء ابھی تک سفر پر ہیں جلد واپس آنے کی اُمید ہے ۔

خطبہ و نماز جمعہ خود حضرت خلیفۃ المسیح پڑھاتے ہیں ۔

سکول انگریزی کی عمارت بنانے کے لئے ایک لاکھ روپیہ کی فراہمی کی اپیل کی گئی ہے ۔ گورنمنٹ نے ۳۰ ہزار دینا منظور فرمایا ہے ۔ بشرطیکہ ہم ساٹھ ہزار روپیہ تعمیر مدرسہ پر خرچ شدہ دکھائیں ۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے اس جمعہ کے خطبہ میں قوم کو اپنے عہد پر جو ان کے دست مبارک پر کیا ہے ثابت قدم رہنے اور اپنے میں نیک نمونہ بنانے کی تاکید اکید فرمائی کیونکہ عہد شکنی کا نتیجہ نفاق ہے ۔ **فاعقبھم نفاقاً فی قلوبھم الی یوم یلقونہ بما اخلفوا اللہ ما وعدوہ وبما کانوا یکذبون**

اور فرمایا کہ بدظنی سے بچو اور بدنام ہونے سے بھی بچو ۔ خدا تعالیٰ کا اٹل قانون ہے ۔ **واللہ مخرج ما کنتم تکتمون** جو کچھ تم چھپاتے ہو اللہ اسے ظاہر کرنیوالا ہے ۔ جو شخص ایک انسان کے سامنے تو بدی کرنے سے جھجکتا ہے ۔ مگر خدا کو حاضر ناظر جانکر پھر بدی کرتا ہے ۔ اس نے خدا کو نہیں پہچانا ۔ اللہ تعالیٰ انھیں نیک اعمال کی توفیق بخشے ۔

مراکش بھی گیا

ریل لکھتا ہے کہ یہ وہ ملک ہے جس کو مسلمانوں نے ۷۱۱ء میں فتح کیا تھا ۔ ۳۱ ۔ مارچ گذشتہ کو پیرس میں فرانس نے سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ سلطان مراکش نے اس عہدنامہ پر دستخط کر دیئے ہیں جس کی رُو سے آئندہ یہ ملک فرانس کا ایک ماتحت صوبہ رہجائیگا ۔ موجودہ سلطان مولائی عبدالحفیظ ۱۹۰۸ء میں تخت نشین ہوا تھا ۔ یورپ کا اثر رسوخ روز بروز بڑھنے سے شورش بڑھتی گئی اور بغاوت پھیل گئی تو ہم نے انکو معزول کر کے مولائی زین کو تخت نشین کرنے کا فیصلہ کیا ۔ فرانس نے مولائی عبدالحفیظ کی حمایت کے بہانے فوجکشی کی اور سلطان اس کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن گئے ۔ موجودہ حالات سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ اسلامی سلطنت کے اس انتہائی